

## گروناٹک، سکھ مت اور اسلام

ڈاکٹر غلام علی خان \*

باہر سے آنے والے مسلمان جس تہذیب و تمدن کے نمائندہ تھے۔ وہ اپنے بنیادی عناصر اقدار، نصب العین اور عزائم کے لحاظ سے قدیم ہندوستانی تہذیب سے بالکل مختلف تھی۔ پھر سیاسی شان و شوکت اور اقتدار نے ان میں خود اعتمادی اور قوت پیدا کر دی تھی جس کے سبب وہ ہندوستان کے تہذیبی ماحول میں بہ آسانی اپنے تشخص کو برقرار رکھ سکے۔ لیکن ہندوستانی تہذیب، اسلامی تہذیب کے اس ناقابل ہضم عنصر کے ہاتھوں شدید تشنج اور کشاکش کا شکار رہی۔ مذہبی اور فکری سطح پر اسلامی تہذیب نے ہندو تمدن کے لیے جو چیلنج پیش کیا اس کا نتیجہ اس مذہبی تحریک کی شکل میں ظاہر ہوا جس نے بھگتی کی ایک مخصوص صورت میں عہد وسطیٰ کے سارے ہندوستانی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

بھگتی تحریک سے متعلق تقریباً تمام ہندو سنتوں نے اس تعلیم پر زور دیا کہ ذات خداوندی کا عرفان انسان کے اپنے جذبہ اخلاص اور خدا سے قلبی تعلق پر مبنی ہے نہ کہ مذہبی اعمال اور رسومات کی درست ادا ہونے پر چنانچہ ان سنتوں نے خود اپنی زندگی میں عملی طور سے اور اپنی تعلیمات میں عشق حقیقی کو سچی مذہبیت کا حاصل قرار دیا۔ ساتھ ساتھ انھوں نے ہندوستان میں اس وقت رائج دو بڑے مذاہب یعنی ہندومت اور اسلام کی ظاہری رسومات کی عدم معنویت پر زور دینے میں کوئی کسر نہ اٹھارھی۔

ہندو روایات سے متعلق مذہبی احکام مثلاً تیرتھ یا تراپور پوجا کی رسوم۔ اور اسلام کے شرعی احکام کی جگہ ان سنتوں نے مسلک عشق کی خصوصیات مثلاً بے نفسی، ایثار، ہمدردی خدمت خلق، خاکساری وغیرہ کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔  
ان کا گمان تھا کہ ان ظاہری رسومات اور فقہی احکامات نے ہندو مسلم کے درمیان خلیج پیدا

\* اسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور۔

کر رکھی ہے اور باہم تہذیبی کشمکش بھی اسی سبب سے ہے۔ چنانچہ بنگلہ دیش کے اس مخصوص مشرب اور ماحول میں جو ہندوستانی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کر رہا تھا سکھ مت کے بانی گرو نانک نے آنکھیں کھولیں اور اپنے مذہبی احساس کی شدت اور عشقِ حقیقی کے ذاتی تجربہ پر سکھ مت کی بنیاد رکھی۔ سکھ مت کے بانی کا نام نانک چند ولد کلیان چند عرف مہنتہ کالو، مذہب ہندو ذات کھتری، گوت بیدی والدہ کا نام تریتا دیوی، دایہ دولتان، ہمیشہ ناکھی بیوی سنگھنی دیوی عرف چندورانی تھے۔ ۲

پروفیسر رام سرورپ لکھتے ہیں کہ لاہور کے پاس ضلع شیخوپورہ کے ایک ممتاز گاؤں موضع ”تلوٹھی“ المعروف ننکانہ صاحب کے ایک معزز بیدی گھرانے میں گورونانک کا جنم ہوا۔ ۳

### گرو نانک کی تربیت اور اٹھان

گرو نانک کی ولادت بہلول لوہی کے عہد حکومت میں ۱۵ اپریل ۱۴۶۹ء کو ہوئی۔ بابا نانک کے والد مہنتہ کالو کو پیشے کے اعتبار سے محصلِ نیم، دھڑئی (وزن کرنے والا) دکاندار اور پٹواری بیان کیا گیا ہے۔ جو کہ تلوٹھی (رائے بھوئے) کے راجپوت مسلمان زمیندار رائے بلار کے ہاں ملازم تھے۔

وہ خدا دوست درویشوں کی خدمت اپنا فریضہ تصور کرتا تھا اور نانک سے عہدِ طفلی ہی سے پیار اور شفقت سے پیش آتا تھا اور جب نانک نے درویشی اور خدا دوستی اختیار کی تو رائے بلار کے دل میں بابا کی عقیدت بڑھ گئی اور اس خاندان کے دکھ سکھ میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اب بھی نانک کے یوم ولادت پر جب ننکانہ میں جلوس نکلتا ہے تو سکھوں کی طرف سے اس جلوس کی قیادت کے لیے رائے بلار کے گھرانے کے افراد کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے ۴

### گرو نانک کی ابتدائی تعلیم

مشہور مورخ گہمانی گمان سنگھ لکھتے ہیں۔ ”کالو چند نے آپ کو ہندی پڑھنے کے واسطے“ گوپال چندت“، سنکرت کے لیے برج ناتھ کے پاس بجا اور علم فارسی کی تحصیل کے لیے میاں قطب الدین کے پاس بھیجا ۵

جبکہ غلام حسین مصنف سیر المتاخرین کے مطابق اسی عالم کا نام ”سید حسن“ تھا جس نے

ناک کو ہونہار دیکھ کر اسلام کے مستند عقائد سے واقفیت حاصل کروادی۔ ان کے زیر اثر گوروناک نے پنجابی کے محاورے، مادری زبان میں ”بانی“ بانی شروع کر دی تھی۔ ۱

اگرچہ گوروناک نے مکتب سے کچھ زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی تاہم مخوان شباب ہی سے وہ مراقبے اور گہرے غور و فکر میں مستغرق رہتے تھے۔ قدرت نے انہیں فطرت سلیم سے بہرہ مند کیا ہوا تھا وہ ہر قسم کے دنیوی مشاغل کے بارے میں بے دلی کا اظہار کرتے تھے چنانچہ ان کے والد نے بڑی مشکل سے انہیں سلطان پور (پور تھلہ بھارت) میں نواب دولت خان لودھی حاکم صوبہ کی ملازمت اختیار کرنے پر آمادہ کر لیا نواب نے انہیں اپنے گھر کے سائز و سامان کا محافظ مقرر کیا ہے

سلطان پور میں ملازمت کے دوران جس کی مدت آٹھ یا نو سال سے زیادہ نہیں تھی انہوں نے اپنے روحانی ذوق کی تسکین کا سامان مہیا کر رکھا تھا۔ اس دور کے ماحول میں بھگتی کے رجحانات کے زیر اثر گوروناک نے بھی اپنے طور پر ایک خدائے واحد کی پرستش اختیار کر رکھی تھی چونکہ وہ خود بہت حساس طبیعت کے مالک تھے اور شعر کہنے پر قدرت رکھتے تھے اس لیے وہ اپنی روحانی کیفیت کے دوران خدائے واحد کی حمد و ثناء اور مشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے اشعار مرتب کرتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر اپنے بچپن کے ساتھی مردانہ (جو کہ مسلمان اور ذات کا میراٹی تھا اور رباب بہت اچھی بجاتا تھا) کے ساتھ شہر کے پاس بین ندی کے کنارے پہنچ جاتے تھے۔

ندی میں غسل کرنے کے بعد گوروناک نندی کنارے بیٹھ جاتے اور دن چڑھنے تک خدا کی حمد و ثناء اپنے اشعار ”کیرتن“ (سار مع مزامیر) کی شکل میں کرتے رہتے تھے۔ جبکہ مردانہ اپنے رباب کی موسیقی سے ان کا ساتھ دیتا تھا۔ اسی طرح شام کو بھی روزمرہ کے معمولات سے فراغت پا کر رات گئے تک یاد الہی کی محفل جمتی، جن میں اکثر کچھ دوسرے عقیدت مند بھی شامل ہو جاتے تھے مختلف قسم کے روحانی تجربات سے گزرتے گزرتے بلا خزان کی زندگی میں وہ منزل بھی آئی جب تمام ذمہ داریوں اور لوگوں سے قطع تعلق کر کے جنگل میں گوشہ نشین اور یاد الہی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد انہوں نے شہر کا رخ کیا مگر یہ محض عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہونے کے لیے تھا جس کے بعد ان کا ارادہ اکناف عالم میں گھوم پھر کر ذکر الہی کو عام کرنا تھا۔ اس وقت سے گوروناک کی

سیاحت کا دور شروع ہوتا ہے جو تین مختصر وقفوں کے ساتھ ۲۵ سال پر محیط ہے  
 ۱۵۱۷ سے ۱۵۲۱ کے درمیان گروناک صاحب نے سعودی عرب عراق، ایران اور وسط ایشیا تک سفر  
 کیا اس سفر کے دوران انہوں نے ایک حاجی اور مسلم فقیر جیسا لباس اختیار کر رکھا تھا۔  
 مشہور آریہ سماجی سرگول چند نارنگ نے لکھا ہے کہ ”انہوں نے مسلمان حاجیوں کا آسانی لباس پہنا  
 فقر کا عصا اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی مناجاتوں کے مجموعے کو بغل میں دبایا۔ انہوں نے اپنے ساتھ متقی  
 مسلمانوں کے انداز میں ایک لوٹا اور نماز کے لیے مصلیٰ لیا جس پر نماز ادا کر سکیں اور جب وقت ہوا تو  
 انہوں نے دیگر کٹر مسلمانوں کی طرح جو پیغمبر عربی کے پیرو ہیں نماز کے لیے اذان کہی۔ ۹ چوتھے  
 سفر سے واپسی آ کر گروناک نے اپنا سیاحت کا دور ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے آباد کردہ گاؤں  
 جس کا نام انہوں نے ”کرتار پور“ رکھا تھا اپنا ایک مستقل مستقر بنا کر بس گئے اور گزر بسر کے لیے کھیتی  
 باڑی کا پیشہ اختیار کر لیا۔

عمر کے آخری دور میں ان کی شہرت بحیثیت ایک بزرگ شخصیت کے دور دور تک پہنچ چکی تھی کرتار پور  
 میں ان کا ڈیرہ ایک روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ دور و نزدیک سے ان کے معتقدین کر  
 تادیور میں ان کی زیارت اور روحانی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے۔  
 روزانہ صبح و شام کو ”کیرتن“ (سار مع مزامیر) کی محفل ہوتی تھی جس میں گروناک  
 کا پراثر کلام پڑھا جاتا تھا۔ کھانے کے اوقات میں تمام حاضرین مع اہل خانہ ایک اجتماعی لنگر میں بلا  
 تفریق ذات پات اور بلا امتیاز مذہب و ملت اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ نئے آنے والے اور  
 پرانے معتقدین یا امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا تھا۔ دن کا وقت کھیتوں میں محنت کرنے  
 میں گزر جاتا تھا جس سے ایمانداری کی روزی کمانے کا سبق تمام معتقدین کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔  
 بقول عماد الحسن آزاد فاروقی یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ گروناک صاحب نے اپنی زندگی میں  
 دانستہ کسی مذہبی جماعت کی تنظیم کی کوشش کی وہ تو عشق الہی کے نشہ میں سرشار ایک روحانی شخصیت تھے  
 جنہوں نے اپنی طلب و جستجو کے نتیجے میں خدائے واحد کو پالیا تھا جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے وہ  
 تمام عمر اس کی حمد و ثناء اور محبت الہی کی راہ کے سفر میں معاون بیکوں اور خوبیوں کے گن گاتے رہے یہ

اور بات ہے کہ ان کے اعلیٰ روحانی مقام اور اخلاص سے متاثر ہو کر ان کے گرد عقیدت مندوں کا ایک حلقہ قائم ہو گیا تھا جیسا کہ اس وقت کے ہندوستان کے مذہبی ماحول کو دیکھتے ہوئے کچھ بعید نہ تھا۔ البتہ ایک چیز جس نے گرو ناک صاحب کے سلسلہ کو قائم رکھا اور بعد میں سکھوں کے بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ارتقاء میں معاون ثابت ہوئی وہ گرو ناک صاحب کا اپنی روحانی تعلیم کے تسلسل کو باقی رکھنے کے لیے اپنے دوران حیات ہی ایک جانشین کا انتخاب تھا، اگر گرو ناک یہ انتظام ذکر کرتے تو گمان غالب ہے کہ اس عہد کے ہندوستان میں پیدا ہونے والی متعدد بھگتی سے متعلق روحانی شخصیتوں کی طرح ان کے براہ راست اثرات بھی ان کی زندگی ہی تک محدود رہتے۔ ۱۰

زندگی کے آخری ایام میں گولڈن ٹمپل امرتسر کی بنیاد ایک مسلمان صوفی حضرت میاں میر سے رکھوائی اور لہنا کو اپنا انگلہ (وجود کا حصہ) قرار دے کر اپنا جانشین مقرر کرنے کے کوئی بیس دن بعد ۲۲ ستمبر ۱۵۳۹ کو گرو ناک ضلع سیالکوٹ کی تحصیل نارووال کے گاؤں کرتاپور میں دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ ۱۱

### صلح کل کا نظریہ

ناک اپنے پیش رو کبیر\* کے مسلک اور مشن کو کسی حد تک لیکر آگے چلے ۱۲ جسکی شخصیت و حقیقت افسانوی روایات کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ کبیر چونکہ ہندو مسلم کو یکساں مخاطب کرتا ہے اس لیے خدا کے لئے رام، ہری، گوہند، برہمہ، سائیس اللہ، رحمان اور رحیم کے الفاظ بے تکلف استعمال کرتا ہے۔ اور یوگ و تصوف کی اصطلاحات بھی استعمال کرتا ہے۔

بقول ڈاکٹر تارا چند ”بہر حال اس نے دونوں مذاہب کے مشترک عناصر اور باہمی مشابہتوں کا انتخاب کیا اور اس نے ہندوں اور مسلمانوں کے فلسفیانہ تصورات، اورغانی اصول اور شعائر مذہب کے مابین بہت سی مماثلتیں پائیں اور ایک درمیانی راہ کی تعلیم دی وہ ایسے مذہب عشق کا علمبردار تھا جو جملہ مذاہب کو ایک ہی مسلک میں منسلک کر دے یعنی صرف معرفت الہی۔ ۱۳

گرو ناک نے بھی مختلف چشمہ ہائے فکر سے اپنی جیاس بھائی کبیر کی طرح انہوں نے بھی ہندو اور مسلمانوں کو متحد کرنا چاہا جس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ان دونوں کو ایک خدا کی توحید اور معرفت پر جمع کیا

جائے اور ان مذہبی تفصیلات سے اجتناب کیا جائے جن سے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ نانک نے بھی خدا کو یاد کرنے کے لیے مختلف نام استعمال کیے ہیں جن میں سے کچھ ہندوستانی روایت سے ماخوذ ہیں مثلاً ہری، گوہند، موہن، الکھ، اگم وغیرہ اور کچھ مسلم روایت سے متعلق ہیں جیسے اللہ، خدا، رحیم کریم اور رب وغیرہ ۱۴۔

نانک نے اپنے کلام میں اکثر مقامات پر رسول اکرم کی مدح و ثناء کی بقول ڈاکٹر تارا چند، ”یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نانک نے پیغمبر اسلام کو اپنا اسوۂ حیات بنایا اور اس کی تعلیمات قدرتا اس حقیقت میں گہری رنگی ہوئی ہیں۔ ۱۵۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے مسلمان نہایت یقین کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ گردناک مسلمان تھے اور صوفیاء اولیاء کی محبت نے ان کو تصوف کا پیکر بنا دیا تھا اور اسی تصوف کے سائے میں وہ ہندو مسلمان کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

سرکول چند نارنگ لکھتے ہیں۔ ”اس کا فوراً اقرار کرنا چاہیے کہ سکھ مذہب کے وجود سے اسلام کا کسی نہ کسی قسم کا تعلق ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اگر اسلام ہندوستان کی حدود میں داخل نہ ہوتا تو یہاں سکھ مذہب نہ ہوتا یا موجودہ صورت میں نہ ظاہر ہوتا۔ ۱۶۔

### گرو گرنٹھ صاحب

سکھوں کی مذہبی کتاب ”گرو گرنٹھ صاحب“ کو سکھوں نے آج جو مقام دے دیا ہے یا دینے کی کوشش کی ہے یہ صرف دوسرے مذاہب وادیان کی کتابوں کو جو مقام ان کے ملنے والوں کے ہاں انہیں ملا انہیں دیکھا دیکھی ”گرو گرنٹھ“ کو بھی وہ مقام دے دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ الہامی مذاہب میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید جو براہ راست مبنی بروچی ہونے کی نہ صرف دعویٰ ہیں بلکہ ان کتب کی بنیاد اور پس منظر میں ایک طویل اور مضبوط روایات کا سلسلہ ہے جنہیں کسی بھی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے لیکن گرنٹھ کا معاملہ ان سے بالکل مختلف ہے۔

گردناک ایک غیر نبی اور فقط مصلح اور صلح کل کے علمبردار تھے انہوں نے وحی والہام کا دعویٰ نہیں کیا اگر وہ کرتے تب بھی اسے وحی الہام کے ماننے والوں کی دنیا میں پذیرائی نہ ملتی تو ان کی طرف منسوب

ان کی شاعری اور کلام کو کبھی الہامی قرار دیا جاسکتا ہے۔

\* کبیر کے معاصرین کی طرح عصر حاضر کے علماء میں بھی یہ اختلاف رائے موجود ہے کہ وہ ان دو

متخالف مذہبوں میں سے کس کا پیرو تھا۔ مثلاً

Essay on the Religion of the Hindu, London. 1862. انہیں ہندو

H.H. Wilson قرار دیتا ہے دیکھئے

انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں۔ دیکھئے ان کی کتاب kabir and the kabir Panth

G.H. West Cott اور P.P. 69-74 kanpur, 1907 P.29

احمد عبداللہ المسدوی لکھتے ہیں۔ ”گرو نانک نے اپنے فرقہ کے لیے مذہبی نظمیں اور منا  
جاتیں چھوڑی تھیں جن کو سکھوں نے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ دوسرے گرو نے گورکھی (پنجابی)  
رسم الخط ایجاد کیا پانچویں گرو نے ان سب کو جمع کر کے ایک کتاب بنا دی جس میں کبیر اور دیگر پندرہ  
رہنماؤں کے اقوال اور گیت شامل ہیں یہ آدی یا اصلی گرتھ کہلاتی ہے۔

دسویں گرو نے اس میں بہت سا نیا اضافہ کیا۔ مرنے سے پہلے دسویں گرو نے سکھوں سے کہا کہ اب وہ  
نیا گرو مقرر نہ کریں بلکہ گرتھ کو اپنا گرو قرار دیں اس وقت سے یہ مقدس کتاب یعنی گرتھ صاحب سکھ  
فرقہ کا مرکز اور روحانی سرچشمہ ہے۔

ڈاکٹر گوپال سنگھ نے جو گرتھ کے ماہر اور عالم ہیں گرتھ کے مضامین کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس  
میں شامل مسلمان صوفیاء کے 937 اقوال کا خود اقرار کیا ہے۔ ۱۸ اور یہ ایک ایسا سوال ہے کہ وہ  
مسلمان صوفیاء کا کلام جسے مسلمانوں کے ہاں تیسرے اور چوتھے درجے کے دینی لٹریچر کی حیثیت بھی  
حاصل نہیں اسے سکھوں کے مذہبی لٹریچر میں کیونکر مقام الہام حاصل ہو سکتا ہے۔

ابوالامان امرتسری نے سکھ گروؤں کے علاوہ مندرجہ ذیل نام لکھے ہیں۔

۱۔ کبیر ۲۔ فرید ۳۔ نام دیو ۴۔ دھنا ۵۔ سین ۶۔ پپاے۔ مروی داس ۸۔ برمانند

۹۔ میراں بابی ۱۰۔ ینورداس ۱۱۔ بنی ۱۲۔ تری لوجن ۱۳۔ رامانند ۱۴۔ سترہ بھاٹ ۱۵۔ ستا ۱۶۔ بلوٹ

۱۷۔ سند ۱۸۔ جمال ۱۹۔ چنگ ۲۰۔ سن موہن ۲۱۔ البیشر ۲۲۔ گورکو ۲۳۔ بھرتی

۲۴۔ گولی چند ۲۵۔ عالم

یعنی کل ۱۱۵۱ اشخاص کا کلام گرنٹھ صاحب میں درج ہے۔ پڈت تارا سنگھ نے ۱۴۸ جبکہ پڈت منشی رام شرمانے بھی ۱۴۸ اشخاص کا کلام تسلیم کیا ہے۔ ۱۹ ڈاکٹر گوپال سنگھ نے گرنٹھ کا خاکہ یوں بیان کیا ہے۔

۵۳۹۴	۱۔ کل مناجات
۱۴۳۰	۲۔ کل صفحات
۹۷۶	۳۔ گرو نایک کا کلام
۲۲۱۶	۴۔ گروارجن کا کلام
۱۱۸	۵۔ گروتیج بہادر کا کلام
۹۳۷	۶۔ بھگت اور مسلمان صوفیاء

علاوہ ازیں گورو گرنٹھ صاحب میں ۲۱ راگ بھی ہیں۔ ۱۱

سکھ مت کی چند رسومات

سکھ مذہب چونکہ ہندومت سے لکھتا تھا اور اسلامی اثرات کو قبول کرتا ہوا ایک نیا مذہب بننے جا رہا تھا اسلئے سکھ گوروؤں نے سکھ قومیت کی تشکیل اور اس کے تشخص کی حفاظت کے لیے کچھ ایسی رسومات کو رواج دیا جس سے وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے جانے جائیں ان میں سے کچھ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔ سکھ دھرم کے پانچ لوازمات

سکھ مذہب میں سکھ کی تعریف یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو پانچ سکوں کیس (لبے بال) کٹھکا، کڑا، کچھا (انڈر ویز جاگیہ) اور کرپان (خنجر) کو رکھتا ہو۔ ان سکوں کے بغیر کوئی شخص مکمل سکھ نہیں ہو سکتا جو سکھ ان پانچ چیزوں کا اہتمام چھوڑ دے اسے ”من کھ“ کہا جاتا ہے۔ ۲۲

نام رکھنے کی رسم

سکھ معاشرے میں ہر نومولود بچہ پنچگی کی پیدائش کو عطیہ خداوندی سمجھا جاتا ہے۔ اور دونوں



کی پیدائش کو مساوی طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ جب کسی عورت کو بچہ کی امید ہو جاتی ہے تو بقیہ خاندان شکر خداوندی بجالانے کیلئے گردوارہ میں جاتا ہے ولادت پر گرتھی (گرتھ پڑھنے والا) ”جپ جی“ کے پہلے پانچ شبد پڑھتا ہے۔ اور امرت کے پانچ کو کرپان سے ہلاتا ہے۔ پھر وہ کرپان کے سرے کو امرت میں ڈالتا ہے اور بچہ زبان کو اس سے چومتا ہے بقیہ پانی بچہ کی ماں پیتی ہے۔ اب گرتھ صاحب کو اچانک کہیں سے کھولا جاتا ہے اور بچہ کے والدین کو بائیں طرف کے صفحہ کا پہلا حرف پڑھایا جاتا ہے۔ پھر وہ اس نام کا فیصلہ کرتے ہیں جو اس حرف سے شروع ہوتا ہے یوں گرتھی کا نام کی تشبیہ کر دیتا ہے۔ یہ رسم ولادت سے تیرہویں دن ادا کی جاتی ہے۔

پھر بچہ کو کڑا پہنایا جاتا ہے۔ بزرگوں اور گوروؤں کے نام پر نام نہیں رکھا جاتا۔ لیکن ہر لڑکے کے نام کے ساتھ لفظ سنگھ (شیر) اور لڑکی کے نام کے ساتھ لفظ کور (شہزادی) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جو سکھوں کے دسویں کرد گوبند سنگھ نے کیا تھا آخر میں دعا (ارداس) اور کڑا پر شاد کے ساتھ رسم کا اختتام ہوتا ہے۔ ۲۳

### سکھ بنانے کا طریقہ

کسی شخص کو سکھ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ سکھ قوم کے پانچ آدمی جمع ہوتے ہیں اور ان کے رو برو شربت بنایا جاتا ہے اور جو شخص سکھ بننا چاہتا ہے وہ ان کے رو برو حاضر رہتا ہے جب شربت جس کو امرت کہتے ہیں تیار ہو جاتا ہے تو اول پانچ پوڑی (جپ جی) ان پانچوں میں سے ہر شخص پڑھتا ہے۔ اس کے بعد اس شربت میں وہ شخص جو سکھ بنانا ہے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کو دھوتا ہے اور پھر اس شخص سے جو سکھ بننا چاہتا ہے ایک پوڑی مندرجہ ذیل کہلاتا ہے۔

ایک اونسکارست نام کرنا پھر کھنڈ بھونڈویر

اکال مورت اجونی سے بھنگ گر پر ساد

ترجمہ: خدا ایک ہے جس کا نام سچا ہے جو دنیا کا خالق ہے جس کو کسی کا ڈر نہیں اور اسے نہ ہی کسی سے دشمنی جوازی وابدی ہے قائم بالذات ہے اور وہ جینے مرنے کے چکر سے بالاتر ہے۔

جب ایک مرتبہ اس کو کہہ لیتا ہے تو اس کو امرت دیا جاتا ہے اس کے بعد اسی طرح پر دو مرتبہ وہ اس

پوڑی کو پڑھتا ہے اور دونوں مرتبہ اسی کو وہی امرت دیا جاتا ہے جب یہ رسم ختم ہو جاتی ہے تو وہ زمرہ سکموں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس رسم کو ”چرن پامل“ یا ”چرن“ ”گور چھا“ کہتے ہیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض اشخاص امرت میں انگوٹھا نہیں دھوتے بلکہ گرنٹھ صاحب کے رومال کا کوند دھوتے ہیں۔

جو شخص اپنے ہاتھ سے امرت دیتا ہے اور پوڑی گور منتر کا پہلے پہلے ورد کر داتا ہے اسی کا وہ شخص چیلہ یا سکھ کہلاتا ہے نیا سکھ بنتے وقت یہ کلمہ تین مرتبہ کہا جاتا ہے ”واہ گرو کا خالصہ واہ گرو جی کی فتح“ اس رسم کے اختتام پر اس کو پیٹ بھر کر کڑاہ پر شاد کھلایا جاتا ہے جس کو سکموں کی زبان میں ”پر شاد چکھنا“ کہتے ہیں۔ سکموں کے ہاں پانچ مقامات پر سکھ نیا افضل سمجھا جاتا ہے۔

- ۱۔ امرت سر ۲۔ پنہ ۳۔ اند پور
- ۴۔ انچل مکیا ۵۔ وہ مقام جہاں گرنٹھ صاحب اور جھنڈا ہو۔ ۲۳

گوردواروں میں عبادت کا تصور

سکھ عبادت سے متعلق تری لوجن سکھ نے لکھا ہے کہ

“Guru Nank gave a spiritual and religious disipline to him initiated followers. The daily prayers of morning , evaning and night. The japji, the rahiras, The kirtan were fixed. ۲۵

گوردواروں میں عبادت میں مسلم عبادت کی مشابہت اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً سکھ حسب معمول شام گوردواروں میں جمع ہوتے ہیں کورم (لازمی تعداد) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گوردوارہ جانے سے پہلے تمام سکھ غسل کرتے ہیں اور داخلے کے بعد سر نہ جھکائے رکھتے ہیں۔ گوردوارہ کی سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے گوردوارہ میں موجود جھنڈے کو چھوتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے سیڑھیاں چھوتے ہیں اور ہاتھوں کو پیشانیوں پر لگاتے ہیں سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے جوتے اتار دیتے ہیں۔

گوردوارہ میں پانی کے لیے تالاب موجود ہوتا ہے گورت اور مرد وہاں منہ ہاتھ دھو کر اپنے سروں کو

ڈھانپ لیتے ہیں پھر اس چبوترے پر پہنچتے ہیں جہاں گرد گرتھ صاحب رکھا ہوتا ہے یہاں تمام سکھ یا تری جھکتے ہیں۔ اور لنگر کے لیے حسب توفیق چندہ دیتے ہیں۔ مرد اور عورتیں جدا جدا بیٹھتے ہیں۔ گردوارہ میں موجود کسی آدمی یا عورت کے گرتھ پڑھنے سے عبادت شروع ہو جاتی ہے۔ عورت بھی عبادت کرنے میں سربراہی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔ عام طور پر صبح کے وقت ”سکھ منی“ پڑھی جاتی ہے اور شام کے وقت کیرتن (سماع مع مزامیر) پڑھا جاتا ہے ہارمونیم اور طبلہ عبادت کے لیے جزو لاینفک ہیں عبادت میں گروؤں کے اقوال نظمیں، تشریحات نصیحتیں اور ان کے چیلوں کے مشہور واقعات مع تشریحات پڑھے جاتے ہیں۔ کچھ گردواروں میں اس مقصد کے لیے خاص آدمی ”گرتھی“ کا تقرر کیا جاتا ہے۔ عبادت کے اختتام پر سکھ سنت دعا کے لیے کھڑی ہوتی ہے (یہ ارداس دعا) (گردوار جن سکھ نے مرتب کی تھی جو سکھوں کے پانچویں گروتھے) اور سب سے آخر میں کڑاہ پر شاد تقسیم ہوتا ہے۔ ۲۶/

### سری اکھنڈ پاٹھ

جس طرح برصغیر میں مسلمانوں میں عام طور پر رمضان المبارک کی 27 ویں شب قرآن کریم ایک ہی رات میں ختم کیا جاتا ہے جسے شبینہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سکھ بھی اپنی مذہبی کتاب گرتھ کو دو دن اور رات لگا کر پڑھتے اور ختم کرتے ہیں۔ جسے ”سری اکھنڈ پاٹھ“ کا نام دیا جاتا ہے۔ ۲۷/

### لنگر کی تقسیم

لنگر کو سکھ مذہب میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کا باقاعدہ آغاز سکھ مذہب کے بانی گردناک نے کیا تھا اس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے تھے اور لنگر کے انتظام کے لیے حاکم ننگانہ رائے بلار نے گردناک کو بہت ساری زمین دی تھی۔ جو آج بھی ننگانہ میں ساڑھے سات سو مربع زیر کاشت ہے اور اس کی آمدنی گردوارہ کے لیے وقف ہے۔ سکھوں کے ہر گردوارہ میں لنگر کا انتظام ہوگا۔ سکھ گھرانوں میں لنگر ایک متبرک و مقدس فرض سمجھا جاتا ہے اور یہ عبادت کا حصہ ہے۔

## نام سمرن یا ذکر الہی

مسلمانوں کی تسبیح کی طرز پر سکھ موتیوں کی مالا ہاتھ میں رکھتے ہیں اور اس پر خدا کا ذکر ”واہ گرو“ یا دیگر الفاظ کے ذریعے کرتے رہتے ہیں۔ اسے نام سمرن کہا جاتا ہے۔

مسلم حکمرانوں کی طرف سے گوردواروں کے لیے جاگیریں اور مراعات

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمان حاکموں اور بادشاہوں نے اپنے عہد حکومت میں سکھ گرو صاحبان کی خدمت میں سینکڑوں اور ہزاروں ایکڑ کی جاگیریں علاوہ نقد و جنس کے پیش کیں۔ ان جاگیروں کا بیشتر حصہ آج تک سکھ گوردواروں کے نام پر چلا آ رہا ہے۔ مسلمان بادشاہوں کی اس قسم کی رواداری ایک نہایت عمدہ اور شاندار مثال ہے۔ دنیا کی تاریخ سے ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی قوم کی حکومت نے غیر قوم اور غیر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اتنی جاگیریں عطا کی ہوں جتنی کہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گرو صاحبان یا سکھ گوردواروں کی نذر کی ہیں۔ اس کے باوجود کچھ سکھ مورخین کی طرف سے عہد اسلامی کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں۔ ذیل میں اختصاراً ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

رائے بلار حاکم ننکانہ کی طرف سے دی گئی جاگیریں

۱۔ ننکانہ صاحب کا تمام رقبہ گوردوارہ کی ملکیت ہے۔

۲۔ گوردوارہ، بال لیلہ کے لیے 120 مرلح زمین اور 31 روپے سالانہ مقرر کئے تھے۔

۳۔ گوردوارہ، مال جی صاحب۔ 190 مرلح زمین اور 50 روپے سالانہ رائے بلار کے

وقت سے مقرر ہے۔

۴۔ گوردوارہ، کیارہ صاحب، اس کے ساتھ 45 مرلح زمین مقرر ہے۔

۵۔ ایک مرتبہ گرو نانک اپنے گاؤں آئے آپ نے ذکر کیا کہ یہاں پر تالاب کوئی نہیں ہے تو

رائے بلار نے گرو کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے فوراً ”نانک سر“ کے نام پر ایک تالاب بنادیا۔

اکبر کی طرف سے جاگیریں

سنگھ تاریخ میں مذکور ہے کہ اکبر بادشاہ سنگھ گردو صاحبان سے نہایت محبت بھرا سلوک کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ گردو امر داس سے ملنے کے لیے آیا تو اس نے 84 گاؤں کی جاگیریں گردو صاحب کی نذر کیں مشہور مورخ گیان سنگھ گیانی لکھتے ہیں۔

”۱۶۳۳ بکری کو جب اکبر بادشاہ لاہور کو گیا تو گردو امر داس کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سن کر زیارت کو آیا اور موضع سلطان ونڈ کی زمین کو گردو چک کے ساتھ شامل کر کے ان کی سند معافی لکھ دی اور موضع مذکور کی زمین کا قطع بالکل علیحدہ کر دیا۔“ ۳۰

جہانگیر کی طرف سے زمینیں

سردار کاہن سنگھ صاحب نامہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اکبر کے زمانہ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس کی معافی کا پتہ دھرم شالا کرتار پور کے نام ۱۶۵۵ بکری میں دیا تھا۔ جس میں رقبہ ۱۸۹۶۴ ایکڑ کنال اور ۱۵ امر لہ درج ہے“ ۳۱

انگریز مورخ Max Arthur Macauliffe رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ جہانگیر گردو گوہند کے ہمراہ امرتسر آیا اور خواہش ظاہر کی کہ میں تمام گردو داروں کو مکمل کروانے کے کل اخراجات ادا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ”بادشاہ نے کڑا تیار کر لیا اور کہا کہ آپ ہر گردو دارہ کو مکمل کروالیں میں اس کے تمام اخراجات ادا کروں گا“۔ ۳۲

ملاوہ سنگھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گردو گوہند کے دشمنوں نے آپ کے خلاف جہانگیر پاس رپورٹ کی، اس نے آپ کو دربار میں طلب کیا تو بقول گیان سنگھ گیانی ”بجائے اظہار خفگی کے ان کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا بلکہ پانچ روپے یومیہ ان کے خرچ کے واسطے مقرر کر کے انہیں رخصت کیا“ ۳۳

اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے مراعات

اورنگ زیب نے گردو گوہند کے پچھلے سرشتے کے مطابق اڑھائی سو رسد اور پانچ سو نقد روزینہ ملنے کا حکم دیا اور چوبدار خدمت میں مقرر کر دئے گئے اور جملہ اشیاء بھیج دی گئیں ”مزید یہ کہ

نواب کریم بخش اور نواب رحیم بخش صاحبان نے بھی دو باغ اور ایک گاؤں گروتیج بہادر کی نذر کئے تھے۔ ۳۳

بہادر شاہ ظفر کی طرف سے مراعات

بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں وزیر خان کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ گرو صاحب کو تین سو روپیہ دیا جائے۔

نظام حیدرآباد کی طرف سے جاگیر

نظام حیدرآباد کی ریاست میں نامہ پیر ایک قصبہ ہے اس میں گرو گو بند سنگھ کی وفات ہوئی تھی اور ان کی آخری یادگار ”گردوارہ حضور صاحب“ کے نام پر موسوم ہے۔ ان کے علاوہ گھینہ گھاٹ، ہیرا گھاٹ میں بھی بہت سے گردوارے ہیں ان کے ساتھ نظام حیدرآباد کی طرف سے جاگیر چلی آ رہی ہے اور آج بھی قائم ہے۔

اودھ کے نوابوں کی طرف سے جاگیر

پیلی بھیت (یو۔ پی) میں بھی سکھوں کے بعض گردوارے قائم ہیں ان میں سے مشہور ”نانک متا“ ہے۔ اس گردوارے کے ساتھ اودھ کے نوابوں کی عطیہ کردہ جاگیر چلی آ رہی ہے۔

۳۶

تعاون اور عنایات کی دیگر بہت سی صورتیں جو ریکارڈ پر نہ آسکیں یا جن کا تذکرہ کتب میں محفوظ ہونے سے رہ گیا وہ اپنی جگہ اہم ہیں۔ پھر سکھ گرو صاحبان اور مغل بادشاہوں کا زمانہ ایک ساتھ چلتا ہے بعض مغل بادشاہ تو ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جن کے عہد میں دو دو تین تین سکھ گرو صاحبان گزرے ہیں۔ سکھ تاریخ اس امر پر شاید ہے کہ گرو نانک سے لیکر گورو رام داس تک کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی بلکہ انہیں بہ نظر احترام دیکھتے رہے۔

گیان سنگھ گیکانی کا یہ بیان بڑا اہم ہے کہ ”ہم یہ نہیں کہتے کہ کل مسلمان بادشاہوں نے ہندوں پر ظلم کیا بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جو نیک مزاج تھے اور ہندوں کے ساتھ عمدہ سلوک بھی کرتے رہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر ہندوں کا نام بھی باقی نہ رہتا ۳۷

تاریخ میں کئی موڑ ایسے بھی آئے جب مغل حکمرانوں اور سکھ گوردوں کے درمیان اختلافات حتیٰ کہ کچھ ناخوشگوار واقعات بھی پیش آئے لیکن ان میں کچھ واقعات تو من گھڑت ہیں جنہیں خاص مقاصد کے حصول کے لیے سکھ کتب میں داخل کر دیا گیا تاکہ مسلمان بادشاہوں کو بدنام کر کے سکھوں کو مسلمانوں سے بدظن کیا جائے ورنہ حقیقت میں وہ واقعات اہلیت کے سراسر خلاف ہیں۔ اور ایسے غلط واقعات کی تردید سکھ کتب سے ہی ہو جاتی ہے۔

بہر حال ایک محقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگر اس کے سامنے تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے کوئی ناخوشگوار واقعہ آئے تو اس کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے کہ وہ کن حالات میں ظہور پذیر ہوا۔ نیز اس کے اسباب کیا تھے اور حکومت وقت کا اس میں براہ راست کیا تعلق تھا۔

گورو نانک نے اپنے عہد کے بھگتی ماحول کے مطابق اس عہد کے دیگر مصلحین کی طرح اصلاح کی کوشش ان سے کہیں زائد طور پر کامیابی سے آگے بڑھائیں جبکہ اپنے پیش روؤں کے مقابلہ میں ایک مت کی تشکیل ان کا کارنامہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا گورو نانک کو گوہر مطلوب ہاتھ آ گیا یا سکھ مت کے ماننے والوں کو نئی براہم ہدایت خداوندی نصیب ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندومت کی کوکھ سے اسکے خمیر سے اٹھنے والا سکھ مت صرف اسلام کا غارہ مل کر یا اسلام کا چرہ بہ اختیار کر کے منشاے خداوندی کو پورا نہیں کر سکتا۔ سکھ مت اول و آخر ہندومت ہی کی ترقی یافتہ اصلاحی شکل ہے اور سکھ مت کے پیروکار ترقی کی انتہائی شکل اسلام کو مکمل طور پر اختیار کئے بغیر ہندو اثرات سے نجات اختیار نہیں کر سکتے جب تک پیغمبروں کی لائی ہوئی تعلیمات اور آخری نبی ﷺ کی آخری شریعت پر ایمان لا کر اور اسوۂ حسنہ کو معیار قرار دیکر مکمل طور پر اسلامی شعائیر کو اپنانے میں لیے محض ذکر الہی یا نام سمرن نا کافی رہیں گے۔

یہ نصف کامیابی ہے کہ برصغیر کے اس بتکدے میں معرفت تو حید نصیب ہو جائے لیکن توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان اور اس کے تقاضے پورا کرنا بھی آخری نجات کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

گورو نانک صاحب کی شخصیت سازی میں اسلام اور مسلمانوں کا حصہ ہے۔ پھر سکھ مت کی تشکیل میں گورو صاحبان بھی اسلامی اثر سے آزاد نہ ہو سکے۔ آج ایک غیر جانبدار محقق اگر سکھ مت اور

سکھوں کے احوال کا ناقدانہ جائزہ لے تو اسے درج ذیل مشابہتوں اور اسلامی اثرات کے سبب سکھ مت میں اسلامی اثرات نمایاں نظر آئیں گے۔

- ۱۔ سکھوں کا مسلمانوں کا سال باس اور پگڑی کا استعمال۔
  - ۲۔ مسلمانوں کی طرز پر داڑھی، تسبیح (مالا) کا اہتمام۔
  - ۳۔ دوران عبادت، وضو کی طرز پر ہاتھ منہ دھونا سر ڈھانپنا، عورتوں کا پردہ کرنا، وغیرہ
  - ۴۔ زکوٰۃ کی طرز پر اپنی آمدنیوں میں سے سالانہ دسواں حصہ (دسواں حصہ) کا اجراء
  - ۵۔ گرنٹھ کے ساتھ باند از قرآن معاملاً کرنا۔
- اسی اشتباہ کے سبب 9/11 کے واقعات کے بعد امریکہ و یورپ میں سکھوں کو مسلمان سمجھ کر ان پر حملے بھی کیے گئے۔

گوردواروں کے طرز تعمیر میں مساجد کی طرز پر گنبدوں، محرابوں کی نقل کرنا۔  
بابا گرو نانک صاحب کا یہ قول انکی تعنیفات میں ملتا ہے۔

باجد محمد بھگت اجائین

پہلا نام خدا دا دو جانام رسول تچا کلمہ

پڑھ لے نانا کا جو در کہ پویں قبول۔ ۳۸

ترجمہ: بدون متابعت ﷺ کے عبادت ضائع ہے لہذا پہلا حکم خدا کا نام لینا دوسرا رسول پر

ایمان اور تیسرا کلمہ پڑھنا تاکہ بارگاہ ایزدی میں قبولیت ہو۔

اگر یہ قول واقعی بابا گرو نانک صاحب کا ہے تو پھر سکھ مت کے پیروکاروں کو حقیقت تسلیم کرنے اور گرو

کا حکم ماننے سے گریز نہ کرنا چاہیے اور کلمہ اسلام پڑھ کر سرخرو ہو جانا چاہیے۔



## حواشی

- ۱- فاروقی عماد الحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب۔ س ۲۰۰
- ۲- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۲۲ ص ۷۶
- ۳- کوشل، رام سرور، پروفیسر، دس گورو، دی پنجاب سکول سپلائی ڈپولاہور، ۱۹۲۹  
ج ۱، ص ۱۳۵
- ۴- اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۲۲ ص ۷۱
- ۵- گیانی، گیان سنگھ، "تواریخ گورو خالہہ" ص ۲۳ مکتبہ وزیر ہند امرتسر ۱۹۱۳
- ۶- گیانی عباد اللہ، "ہمارا تانک" گورونانک اکیڈمی پاکستان ۱۹۷۲، ص ۸
- ۷- اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱، ص ۱۰۷
- ۸- گیانی، گیان سنگھ تواریخ گورو خالہہ، ص ۶۱
- 9 Gokal Chand Naraing, " Transformation of the Sikhism," Di-Raj Di vitthya, 114. Lahore, 1888 .P
- ۱۰- دنیا کے بڑے مذہب، ص 207
- 11 Tri Lochan Singh "Guru Nank". Gurdawara Parfandhak Comkittee Delhi, 1969,. P.439.
- 12 J.N. Farquhar, "Modern Religions Movements. in India". The Macmillan Company, 1915 P., 336.
- ۱۳- تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۲۳۸
- ۱۴- دنیا کے بڑے مذہب، ص ۲۰۸
- ۱۵- تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۲۷۴

- 16 Introduction to Sikhism, P. 369  
 ۱۷۔ المسدوسی، احمد عبداللہ، مذاہب عالم مکتبہ خدام ملت کراچی ۱۹۶۴  
 ص ۲۲۹
- 18 Dr. Gopal Singh, Sri Guru Granth Sahib University  
 Press Chandni Girh, India, 1978, v, 1, P.1  
 ۱۹۔ امرتسری، ابوالامان، گورو گرنتھ صاحب اور اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۶
- 20 Sri Guru Granth Sahib, P.11
- 21 Ibid, P.18  
 ۲۲۔ گیتا، ہری رام، سکھ دھرم کی پھلوڑی، انڈین پریس الہ آباد ۱۹۳۳ء، ص ۵۱
- 23 W. owen cole and Piara Singh, The Sikh and their  
 Religious Beliefs and Practices Routledge and kegen  
 Paul London , 1078, p.20  
 ۲۳۔ پنڈت دہی پرشاد، تاریخ پنجاب مسمتی بہ گلشن پنجاب مکتبہ فیض منج نول کشور لکھنؤ انڈیا  
 ۱۸۷۲ء، ص ۲۰۷
- 25 Guru Nank ( Gurdawara Parbandhak Comiittee  
 Delhi, 1969. p., 427
- 26 The sikhs their Religious Beliefs and practices, p.  
 66.  
 ۲۷۔ پندرہ روزہ پنجاب کرائیکل (پاک نیشنل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۰  
 ۲۸۔ ایضاً، ص ۹  
 ۲۹۔ بالادالی، جنم ساکھی گردونک، تاجران کتب لاہور ۱۹۱۱ء، ص ۳۴  
 ۳۰۔ تواریخ گورو خالصہ، ص ۷۵

۳۱۔ ایضاً، ص ۷۸

32 The Sikh Religion S. Chand and company 1963

Delhi, 3/36

۳۳۔ تواریخ گورو خالصہ، ص ۸۲

۳۳۔ ایضاً، ص ۷۶۵

۳۵۔ ایضاً، ص ۱۴۴۵

۳۶۔ عباد اللہ گیبانی، سکھ عہد اسلامی میں، ص ۱۹۲

۳۷۔ تواریخ گورو خالصہ، ص ۶۰

۳۸۔ مذاہب عالم، ص ۲۲۶

\*\*\*\*\*